مرض سے
موت تک

مؤلفہ

مبلغ اسلام مولانا سید سعادت علی قادری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ ○ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْت

مرض سے موت تک

مُؤَلِّفہ

مبلغ اسلام مولانا سیّد سعادت علی قادری

ناشر:

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ۔ لاہور

قیمت -/15 روپے

فہرست مضامین

اورینٹ پریس چوک داتا گنج بخش لاہور

پیش لفظ

اسلام کا ایک اہم مقصد انسانوں میں محبت پیدا کرنا ہے۔ جسکی تکمیل کے لئے انسان کے حقوق مقرر کئے گئے اور ان کو ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہاں تک کہ کوئی شخص بیمار ہو جائے یا مر جائے تب بھی اس سے ہمدردی کرنے اور اس کی عزت کرنے کا حکم دیا گیا۔

پیش نظر مضمون اسلام کی اس عظیم خوبی کو واضح کرنے کی غرض سے ہی لکھا گیا ہے جس میں مرض سے موت تک کے لئے شرعی احکام اور مسائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔ جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ تاکہ مسلمان اپنے مُردوں، اور مریضوں کے ساتھ شریعت کے مطابق برتاؤ کر سکیں اور ان حقوق کو ادا کریں جو ان مریضوں اور مُردوں کے ہیں۔ ان احکام کو نہ جاننے کی وجہ سے دوسروں کا محتاج اور ضرورت کے وقت سخت پریشان ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً کسی کے یہاں اگر موت ہوگئی تو جبتک مُردے کو نہلانے والا نہیں ملتا اسوقت تک کچھ نہیں ہو سکتا حالانکہ یہ کام اس قدر ضروری ہے کہ ہر مسلمان کو جاننا چاہیئے تاکہ اپنے

مردے کو کسی غیر کے سپرد کرنے کے بجائے خود ہی نہلا دیا جائے اسی طرح مرض اور موت وغیرہ کے تمام احکام کا جاننا ہر مسلمان کے لئے نہایت ہی اہم ہے۔

ان مسائل کو عام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جو محفلیں موت وغیرہ کے مواقع پر منعقد ہوتی ہیں مثلاً سوئم یا چالیسویں کی مجالس۔ ان میں یہ مضمون سنائے جائیں، تاکہ جو لوگ پڑھنا نہیں جانتے وہ بھی ان مسائل سے واقف ہو سکیں۔ اسی مقصد کے لئے اس مضمون کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے تاکہ کم وقت ہونے کی صورت میں ایک محفل میں ایک حصہ سنا دیا جائے۔ جو لوگ عربی نہ جانتے ہوں وہ صرف ترجمہ سنائیں۔

مجھے یقین ہے کہ عام مسلمانوں کے لئے یہ مضمون بیحد مفید ہوگا۔ میں مضمون پڑھنے والوں اور سننے والوں سے گذارش کروں گا کہ میرے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور مرنے کے بعد میرے لئے تمام مراحل کو اپنے پیارے محبوب، نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں سہل فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

بندۂ حقیر پر تقصیر سیّد سعادت علی قادری

مرض

عام طور پر مرض (بیماری) کو دنیا کی دوسری مصیبتوں کی طرح ایک مصیبت ہی سمجھا جاتا ہے۔ اسلام یہ بتاتا ہے کہ بیماری اور تمام مصیبتیں مسلمانوں پر دو وجہ سے آتی ہیں۔

پہلی وجہ

کبھی تو اس لئے کہ انسان خدا اور اس کے رسول کی اطاعت و پیروی سے آخرت کا اونچا مقام حاصل کرنے اور اللہ کا محبوب بندہ بننا چاہتا ہے اللہ کو بھی اس کی نیکی اور اطاعت پسند آتی ہے لیکن اللہ اس کو اپنی محبوبیت کا بلند مقام دینے سے پہلے آزماتا ہے۔ اگر بندہ بیماری اور مصیبت میں بھی اللہ کے حکموں کی پابندی کرتا رہتا ہے تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے یعنی اللہ اس کو اپنا محبوب اور پیارا بنا لیتا ہے اور آخرت میں اس کے لئے اونچا مقام مقرر فرما دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے نیک بندوں پر بھی مصیبتیں آتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن

کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے پتہ چلتا ہے۔ قرآن کریم کے دوسرے پارے سورۃ البقر کی آیت نمبر ۱۵۵-۱۵۶- اور ۱۵۷ میں اس حقیقت کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ آیتوں کا خلاصہ یہ ہے:

"اللہ تعالٰے اپنے بندوں کو ڈر بھوک، مال، جان، اور اولاد کے ضرر سے آزماتا ہے تو جو لوگ ان تمام مصیبتوں کو برداشت کر کے دل سے یقین کرتے اور زبان سے کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور بہر حال اس کے پاس لوٹ کر جائیں گے تو ایسے لوگوں پر خدا کی طرف سے برکت اور رحمت نازل ہوتی ہے اور وہ ایسے راستہ پر ہوتے ہیں جو انکی دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَن يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيراً يُصِبْ مِنْهُ ۔ کہ اللہ جس کا بھلا چاہتا ہے اسکو مصیبت دیتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ جب اپنے نیک بندوں کو خیر (اونچا مقام) عطا فرمانا چاہتا ہے تو ان پر طرح طرح کی مصیبتیں آنے لگتی ہیں، نبی کریم علیہ السلام کے اس ارشاد کی وضاحت اس حدیث سے اور

زیادہ ہوتی ہے۔ حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا کہ:۔

مَثَلُ المؤمِنِ کَمَثَلِ الخَامَةِ	ترجمہ:۔
مِنَ الزَّرعِ تَفِیئُهَا الرِّیَاحُ تَصرَعُهَا	مسلمان اس کمزور کھیتی کی طرح ہے
مَرَّةً وَتَعدِلُهَا اُخریٰ حَتّیٰ	جسے ہوائیں جھلاتی رہتی ہیں۔ کبھی
یَأتِیَ اَجَلُهٗ وَمَثَلُ المُنَافِقِ کَمَثَلِ	گرا دیتی ہیں اور کبھی سیدھا کر دیتی ہیں یہاں
الاَرزَةِ المُجذِیَةِ الَّتِی لَا	تک کہ اسکی موت آجاتی ہے۔ اور منافق
یُصِیبُهَا شَیئٌ حَتّیٰ یَکُونَ انجِعَافُهَا	اس مضبوط (صنوبر) کے درخت کی طرح
مَرَّةً وَاحِدَةً۔	ہے جس پر کوئی مصیبت نہیں آتی لیکن

جب وقت آتا ہے تو ایک دم جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ عِظَمَ الجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ	بیشک بڑا ثواب (اونچا مقام) بڑی
البَلَاءِ وَاِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ قَومًا	مصیبت کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ
اِبتَلَاهُم فَمَن رَضِیَ فَلَهُ	جب کسی قوم کو پسند کرتا ہے تو اسے
الرِّضَا وَمَن سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ	مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ تو جو

مصیبت کو برداشت کر لیتا ہے خدا اس سے راضی ہو جاتا ہے اور جو مصیبت کو برداشت نہ کر سکا تو خدا بھی اس سے راضی نہیں ہوتا۔

ان دونوں حدیثوں کا مفہوم یہ ہے کہ نیک مسلمانوں پر تو مصیبت

آتی ہی رہتی ہے۔ اور جتنی وہ مصیبت برداشت کرتے ہیں۔ اللہ دنیا و آخرت میں ان کا مرتبہ اونچا کرتا ہے۔ لیکن بدکار اور منافق اگر دنیا کی تکلیفوں سے بچے رہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ نیکوں سے اچھے ہیں بلکہ یہ خدا کی طرف سے انکو ڈھیل ملتی رہتی ہے اور جب وہ مصیبت میں گھر جاتے ہیں تو ان کا نام ونشان تک مٹ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر نیک لوگوں کی زندگی پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان پر عام لوگوں سے زیادہ ہی مصیبتیں آتی ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ مصیبتیں کس پر آتی ہیں تو آپ نے فرمایا۔

اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ — نبیوں پر پھر ان کے بعد جو افضل ہے

فَالْاَمْثَلُ۔ — اور پھر اس کے بعد افضل پر۔

یعنی سب سے زیادہ مصیبت انسانوں کے اس گروہ پر آتی ہیں جو سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ یعنی انبیاء کرام علیہم السلام پھر جو انکی زیادہ پیروی کرتا ہے اور ان سے قریب ہوتا ہے وہ مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ تمام نبیوں پر مصیبتیں آتی رہیں۔ لیکن تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے زیادہ مصیبتوں کا مقابلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کرنا پڑا۔ کیونکہ آپ تمام نبیوں کے سردار اور سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

آپ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

"مجھے اللہ کی راہ میں جتنے مصائب برداشت
کرنے پڑے کسی اور نبی نے برداشت نہیں کئے۔"

آپ کے بعد صحابہ کرام اور دوسرے بزرگوں کی زندگیاں بھی مصیبتیں برداشت کرتے ہی گزریں۔ جیسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مثالیں موجود ہیں۔

بہر حال نیک مسلمانوں کی بیماری اور مصیبتیں انکی دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ اور نبیوں پر مصیبتیں آنے کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ امتی مصیبتوں میں گرفتار ہو کر نبیوں کی مصیبتوں کا خیال کریں اور ان کو برداشت کریں۔ ہم پر جب بھی کوئی مصیبت و تکلیف آئے تو ہم اس کو حضور علیہ السلام کی سنت سمجھ کر برداشت کریں تو یقیناً اللہ تعالےٰ ہمیں اس کا اجر بھی عطا فرمائے گا اور نبی کریم علیہ السلام کے صدقے میں اس مصیبت سے جلد نجات بھی عطا فرما دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ مصیبت کے بعد آسانی بھی ضرور نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا بیشک دشواری (مصیبت) کے ساتھ ہی آسانی بھی ہے۔

لیکن یہ وعدہ ان لوگوں کے لئے ہے جو دشواری یعنی مصیبت پر صبر کرتے اور اس کو برداشت کرتے ہیں۔

دوسری وجہ

اور کبھی مسلمانوں پر مصیبت انکی بدکاری اور گناہوں کی وجہ سے آتی ہے تاکہ وہ اس مصیبت کے آتے ہی اپنے ہوش ٹھکانے کرلیں اور خدا کے عذاب سے بچ جائیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ۔
(پ ۲۵ سورہ الشوریٰ آیت نمبر ۳۰)

اور تمہیں تمہارے کاموں ہی کی وجہ سے مصیبت پہنچی اور اللہ بہت سی برائیاں تو معاف فرما دیتا ہے۔

یعنی عام مسلمان مصیبتوں میں اپنی بدکاریوں کی اور گناہوں کی وجہ سے مبتلا ہوتے ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ ان کے بہت سے گناہوں پر انھیں سزا نہیں دیتا بلکہ معاف فرما دیتا ہے لیکن انکی بدکاری جب بڑھنے لگتی ہے تو سزا ملنا شروع ہوجاتی ہے۔ اگر وہ اس سزا سے اپنی بدکاریوں کو چھوڑ دیتے ہیں تو دنیا و آخرت میں وہ ذلت و خواری اور عذاب سے بچ جاتے ہیں اور انکی مصیبتیں ان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم

علیہ السلام نے فرمایا:۔

اِذَا كَثُرَتْ ذُنُوْبُ الْعَبْدِ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ مَا يُكَفِّرُهَا مِنَ الْعَمَلِ اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ بِالْحُزْنِ لِيُكَفِّرَهَا عَنْهُ۔

جب بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کے پاس گناہوں کو مٹانے والی کوئی نیکی نہیں ہوتی تو اللہ تعالےٰ اسکو غم میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اس کے گناہ مٹا دے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمُ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا اَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ۔

کہ مسلمان کو کوئی مصیبت، بیماری غم، رنج اور تکلیف یہاں تک کہ ایک کانٹا چبھنے کی تکلیف بھی صرف اس لئے پہنچتی ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

غرضیکہ مسلمان پر مصیبت آنے کی ایک وجہ اس کی بدکاری ہے۔ اگر یہ بدکار مسلمان مصیبت کی حالت میں اپنی بدکاری اور گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس مصیبت اور تکلیف ہی کے ذریعے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

مرض جو واقعی ایک بڑی مصیبت ہے یہ بھی ان دو وجہ

ہی سے آتا ہے جب نیک مسلمان بیمار ہوتے ہیں تو انکا مرتبہ اونچا ہوتا ہے اور جب بدکار مسلمان بیمار ہوتے ہیں تو ان کے گناہ دھلتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مرض میں مبتلا ہوئے اور آپ کے بلند مقام کے اعتبار سے آپکی بیماری بھی عام لوگوں سے بہت زائد ہوتی تھی جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا۔

مَا رَاَیْتُ اَحَداً اَلْوَجْعُ عَلَیْہِ اَشَدَّ مِنْ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ — میں نے کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا جسے نبی کریم علیہ السلام سے زیادہ سخت بیماری ہوتی ہو۔

حقیقت میں نبی کریم علیہ السلام کی بیماری اس لئے بہت زیادہ سخت ہوتی تھی کہ جب عام مسلمان بیمار ہو تو حضور علیہ السلام کی بیماری کا خیال کرے تو فوراً اس کو مرض کی سختی کم معلوم ہونے لگے اور اللہ اسکو بیماری کا بدلہ بھی زیادہ عطا فرمائے۔ نبی کریم علیہ السلام نے ہم سے بیماری کی تکلیف کو کم کرنے کے لئے مختلف انداز میں اس فائدے کو بھی بیان فرمایا جو ایک بیمار مسلمان کو بیماری کی تکلیف برداشت کرنے سے ملتا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ:-

اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْ سَافَرَ کُتِبَ لَہٗ بِمِثْلِ مَا کَانَ یَعْمَلُ مُقِیْماً صَحِیْحاً — جب بندہ بیمار ہوتا یا مسافر ہوتا ہے تو اس کو نیکیوں کا ثواب

اسی طرح ملتا رہتا ہے جس طرح تندرستی یا اپنے گھر پر رہنے کے وقت ملتا ہے۔

یعنی اگر بیمار مسلمان بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز ادا کرے تو اس کو نماز کا ثواب اتنا ہی ملے گا جتنا کہ تندرستی کی حالت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا تھا۔ اسی طرح دوسری تمام عبادتوں کا حال ہے شرعی اعتبار سے ایک بیمار مسلمان کو جو رعایت ملتی ہے اس کا اندازہ ان چند مسئلوں سے ہوتا ہے۔

۱۔ مریض رمضان میں روزہ چھوڑ سکتا ہے۔ جب مرض ختم ہو جائے تو قضا کرلے، ثواب اتنا ہی ملے گا جتنا رمضان میں روزہ رکھنے کا ملتا ہے۔

۲۔ مریض کو اگر پانی سے تکلیف ہو اور بیماری زائد ہو جانے کا خطرہ ہو تو وہ غسل اور وضو کی جگہ تیمم کر سکتا ہے۔ وضو کا ثواب ملے گا۔

۳۔ مریض اگر بیماری کی وجہ سے مسجد آکر نماز ادا نہ کر سکے تو گھر پر پڑھ سکتا ہے ثواب جماعت ہی کا ملے گا۔

۴۔ مریض اگر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر بیٹھ نہ سکے تو کسی چیز سے ٹیک لگا کر اور اگر اتنی طاقت بھی نہ ہو تو لیٹ کر نماز ادا کر سکتا ہے۔

۵۔ اگر مریض کو بیٹھ کر نماز پڑھنا پڑے تو جس طرح بھی اس کے لئے بیٹھنا آسان ہو وہ بیٹھ سکتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی کے دونوں پیروں میں بھی چوٹ لگ جائے تو نماز چھوڑنے کی ضرورت نہیں اس طرح بیٹھے کہ تکلیف نہ ہو۔

۶۔ اگر مریض کو لیٹ کر نماز پڑھنا پڑے تو رکوع اور سجدے کا اشارہ سر سے کیا جائے گا اور سجدے کا اشارہ رکوع کے اشارے سے زائد ہوگا۔ آنکھ، بھوں یا دل کے اشارے سے نماز نہ ہوگی۔ اگر مریض کی حالت اتنی خراب ہوگئی کہ وہ سر کا بھی اشارہ نہیں کرسکتا اور اس کو ہوش تک نہیں تو نماز چھوڑنے کی اجازت ہے۔

۷۔ اگر کوئی لیٹ کر یا بیٹھ کر نماز ادا کر رہا ہو اور نماز ہی میں بیٹھنے یا کھڑا ہونے کے لائق ہو جائے تو اس وقت بیٹھنا یا کھڑا ہو جانا چاہیئے۔

۸۔ اگر مریض کے نیچے ناپاک بستر ہو اور اس کو بدلا جائے تو وہ پھر فوراً ناپاک ہو جائے گا۔ یا اس کے بدلنے میں مریض کو سخت تکلیف ہوگی تو ایسے بستر پر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

۹۔ اگر کسی مریض نے وقت سے پہلے اس خیال سے نماز پڑھ لی کہ وہ وقت ہونے تک نماز پڑھنے کے لائق نہیں رہے گا (مثلاً آپریشن ہونے والا ہو) تو یہ نماز نہیں ہوگی۔

۱۰ - اگر وہ نماز پڑھنے کے قابل نہ رہا تو قضا کرے۔

۱۱ - جو شخص اپنی بیماری کی نمازیں ادا کرنا چاہتا ہے۔ اگر وہ بالکل تندرست ہے تو تندرستوں کی طرح ادا کرے۔ یعنی اب اگر وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے گا تو نماز نہیں ہوگی لیکن وہ اگر ابھی بیمار ہی ہے تو جسطرح بھی پڑھنے کی طاقت ہو نمازیں پڑھ لے۔

۱۲ - بیماری کی حالت میں نماز پڑھنے کے ان مسئلوں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ نماز ایسی عبادت ہے جو بہت کم صورتوں میں معاف ہے۔ یہ نہیں کہ بیماری کو نماز چھوڑنے کا ایک بہانا بنا لیا جائے۔ اگر بیماری معمولی اور صرف دو دن کی ہو تو نماز آٹھ دن کے لئے چھوڑ دی جائے۔ اس زمانے کے مسلمان یا تو نماز پڑھتے ہی نہیں اور اگر پڑھتے ہیں تو معمولی بیماریوں کی وجہ سے کئی کئی دن کی نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ ہماری یہ حالت یقیناً قابل افسوس ہے۔ اللہ تعالےٰ فضل فرمائے۔ آمین!

عیادت

بیمار کا حال معلوم کرنے اور اس کے ساتھ ہمدردی کرنے کو عیادت کہتے ہیں۔

بیماری تو بیماروں کے لئے ثواب کا ذریعہ ہے اور بیماروں کی عیادت تندرستوں کے لئے ثواب کا ذریعہ ہے۔ جسکا نبی کریم علیہ السلام نے حکم دیا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:۔

اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ۔	بھوکے کو کھانا کھلاؤ مریض کی عیادت کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ	مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ یہاں تک

کہ (مریض کے پاس سے) واپس لوٹ جائے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا :-

لَمْ يَزَلْ يَخُوْضُ الرَّحْمَةَ حَتّٰى يَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ اِغْتَمَسَ فِيْهَا

جو کسی مریض کی عیادت کرے تو وہ خدا کی رحمت میں غوطے لگاتا ہے یہاں تک کہ بیٹھ جائے جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو رحمت میں ڈوب جاتا ہے۔

ان حدیثوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماروں کی مزاج پرسی کرنے اور ان کا حال معلوم کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی بتایا کہ عیادت کرنے والے کو جو ثواب ملتا ہے اس کا اندازہ لگانے کے لئے یہ سن لینا کافی ہے کہ عیادت کرنے والا جب تک مریض کے پاس رہتا ہے گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے اور اس کو خدا کی رحمتیں چاروں طرف سے گھیرے ہوتی ہیں یعنی جنت اور خدا کی رحمت حاصل کرنے کے ذریعوں میں سے ایک ذریعہ عیادت بھی ہے۔

عیادت کا طریقہ

عیادت کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں ہمدردی اور محبت پیدا ہو۔ بیمار کا دل اکثر بہت نرم ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں جو کوئی اس کے ساتھ ہمدردی کرتا اور اس کا حال پوچھتا ہے تو مریض کے دل میں اس کے لئے جگہ ہو جاتی ہے اور اگر وہ اس سے پہلے نفرت

بھی کرتا تھا تو اب محبت کرنے لگتا ہے۔ اور اسلام چاہتا ہی یہ ہے کہ مسلمانوں میں زیادہ سے زیادہ محبت والفت پیدا ہو۔ عیادت کرنے کا طریقہ بھی ایسا مقرر کیا گیا ہے جس سے مریض کا دل خوش ہو اور عیادت کرنے والے سے اسکو محبت پیدا ہو جیسا کہ ان حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

كَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْشَاءَاللّٰهُ۔

جب نبی کریم علیہ السلام کسی مریض کی عیادت فرماتے تو کہتے تھے کوئی حرج نہیں خدا نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں سے پاکی ہوگی۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تھا تو نبی کریم علیہ السلام اس پر اپنا سیدھا ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے۔

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

اے لوگوں کے رب بیماری دور کر دے اسے شفا دے تو شافی ہے شفا دینے والا تیرے سوا کوئی نہیں۔ ایسی شفا دے جس سے بیماری ختم ہو جائے

ان حدیثوں کا منشاء یہ ہے کہ عیادت کرنے والے کو مریض کے پاس جا کر ایسی باتیں اور دعائیں کرنا چاہیں جن سے اسکی گھبراہٹ دور

ہو ایسی باتیں نہ کی جائیں جن سے اس کو زیادہ گھبراہٹ ہونے لگے اس وقت مریض کو توبہ کی تلقین کرنی چاہیئے۔ یعنی اگر وہ کوئی بدکار رہے تو اس سے کہا جائے کہ تم اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ کرکے آئندہ دین کی پابندی اور نیکیاں کرنے کا خدا سے وعدہ کرلو تو اللہ تعالےٰ تم پر اپنا فضل فرمائے گا اور تمہاری بیماری کو دور کردے گا۔ اور اگر مریض مرتد یا غیر مسلم ہو تو اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دینا چاہیئے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم علیہ السلام کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیماری میں مبتلا ہوگیا تو نبی کریم علیہ السلام اسکی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَقَالَ لَهٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰى اَبِيْهِ وَهُوَ عِنْدَهٗ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمَ فَاَسْلَمَ۔	تو حضور علیہ السلام اسکے سرہانے بیٹھے اور فرمایا اسلام قبول کرلو تو اس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو وہاں موجود تھا۔ باپ نے

کہا حضور کی بات مان لو تو وہ لڑکا مسلمان ہوگیا۔

فَخَرَجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم هُوَ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ۔	تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے اس کو آگ سے بچالیا۔

عیادت کرنے والوں کو بیمار کے پاس نہ تو زیادہ دیر تک بیٹھنا

چاہیئے اور نہ زور سے باتیں کرنا اور شور مچانا چاہیئے تاکہ مریض کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

مِنَ السُّنَّۃِ تَخْفِیْفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّۃِ الصَّخَبِ فِی الْعِیَادَۃِ عِنْدَ الْمَرِیْضِ۔ — عیادت کے وقت مریض کے پاس کم بیٹھنا اور شور نہ کرنا سنت ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

اَفْضَلُ الْعِیَادَۃِ سُرْعَۃُ الْقِیَامِ۔ — مریض کے پاس سے جلدی کھڑا ہوجانا بہترین عیادت ہے۔

لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ مریض کو لوگوں کے بیٹھنے سے تکلیف ہوتی ہو۔ لیکن اگر مریض اپنا دل بہلانے کے لئے خود چاہے کہ لوگ اس کے پاس زیادہ دیر بیٹھیں تو عیادت کرنے والے جتنی دیر بھی بیٹھے رہیں گے ان کو عیادت کا ثواب ملے گا اور ان پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی رہے گی۔

مریض کے پاس جاکر اس کے لئے دعاء بھی کرنا چاہیئے۔ اور قرآن کریم کی جو آیات بھی یاد ہوں یا درود شریف وغیرہ تین پانچ یا سات مرتبہ پڑھ کر اس پر پھونکنا چاہیئے۔ سورۂ فاتحہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر مریض پر پھونکنا یا پانی پر پھونک کر اسکو پلانا بہت ہی مفید ہے۔ عیادت کرنے والے کو

بیمار سے بھی اپنے لئے دعا کرانا چاہیئے کیونکہ بیمار کی دعا اللہ تعالےٰ قبول فرماتا ہے یا تو اس لئے کہ وہ بیماری کی وجہ سے گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے اور یا اس لئے کہ وہ بیماری کی تکلیف سے بے چین ہوتا ہے اور بے چینی کی حالت میں اللہ سے جو دعا کرتا ہے اللہ اس کو قبول فرماتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ یا تو خود بے چین ہو کر دعا مانگو یا بے چینوں سے دعا کراؤ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی مَرِیْضٍ فَمُرْہُ یَدْعُوْلَکَ فَاِنَّ دُعَاءَہٗ کَدُعَاءِ الْمَلٰئِکَۃِ۔	جب تم بیمار کی عیادت کے لئے جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے۔ کیونکہ اس کی دعا، فرشتوں کی دعا کی طرح ہے۔

تحفہ وغیرہ

عیادت کرنے والے اگر مریض کے لئے کوئی تحفہ لے جائیں تو بہتر ہے۔ کیونکہ اس سے مریض کا دل خوش ہوگا۔ اس کے دل سے دعاء نکلے گی اور محبت بھی زائد ہوگی۔ خاص طور پر اگر مریض غریب ہو تو تحفہ دینے کا بہت ہی ثواب ہے۔ کیونکہ بیماری کی حالت میں بہت سی چیزوں کو مریض کا جی چاہتا ہے لیکن اسے وہ چیزیں

نصیب نہیں ہوتیں ایسی حالت میں جو بھی اسکو وہ چیز دیگا اس کے لئے مریض کے دل سے دعا نکلے گی۔ اسی لئے زیادہ اچھا ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں تحفہ میں دی جائیں جس کو بیمار استعمال کرسکے یا مریض سے پوچھ لیا جائے کہ تمہارا کس چیز کو دل چاہتا ہے تاکہ وہی چیز اسکو مل جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تمہارا دل کس چیز کو چاہتا ہے۔ تو اس نے کہا۔

اَشْتَهِیْ خُبْزَ بُرٍّ — میرا دل گیہوں کی روٹی کو چاہتا ہے۔

تو نبی کریم علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔

مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ خُبْزُ بُرٍّ — جس کے پاس گیہوں کی روٹی ہو
فَلْیَبْعَثْ اِلٰی اَخِیْہِ۔ — وہ اپنے اس بھائی کو بھیج دے۔

(پھر آپ نے فرمایا)

اِذَا اشْتَهٰی مَرِیْضُ اَحَدِکُمْ — جب تمہارا مریض کوئی چیز چاہے
فَلْیُطْعِمْہُ۔ — تو اسے کھلا دو۔

یعنی اگر مریض کی کوئی ایسی خواہش ہو جس سے اسکو کوئی نقصان نہ ہو تو اس کی خواہش کو پورا کر دینا چاہیئے۔ لہٰذا عیادت کرنے والوں کو چاہیئے کہ مریض یا اس کے عزیزوں سے اسکی خواہش معلوم کر کے اسکو وہی چیز بھیج دیں جو وہ چاہتا ہے اسکے

علاوہ مریض سے اس کے علاج، دواؤں اور دوسری ضرورتوں کے متعلق بھی معلوم کرنا چاہیئے اور ان کو پورا کرنے اور اسکی مدد کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی بیمار کی ضرورت خود پوری نہ کرسکے تو دوسرے لوگوں سے اسکی ضرورت کو بیان کر کے اسے پورا کرانے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

بہرحال مریضوں کی عیادت کرنا، انکو اطمینان دلانا، ان کے لئے دعا کرنا۔ اپنے لئے ان سے دعا کرانا اور انکی مدد کرنے کی کوشش کرنا یہ سب کام نبی کریم علیہ السلام کی سنت ہیں جنکی پابندی ہر مسلمان کو کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالے اعمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

موت

اور

اس کے بعد

موت:۔ یہ ایک جانی پہچانی حقیقت ہے کہ ہر ایک کو ایک دن مرنا ضرور ہے اس مضمون میں یہی بیان کیا گیا ہے کہ اسلام موت کے متعلق کیا بتاتا ہے اور جب کوئی مسلمان مرجائے تو اسلامی قانون (شریعت) کے مطابق اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔

"ہر جاندار کو ایک دن مرنا ہے" اسلام نے اس حقیقت کا کا اعلان قرآن کریم کے ذریعے اس طرح فرمایا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (پ ۱۷۔ سورۃ الانبیاء آیت ۳۵)

"موت سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی" اس حقیقت کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اَیْنَ مَاتَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُمُ الْمَوْتُ وَلَوْکُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ۔
(پ ۵ النساء آیت نمبر ۷۸)

تم جہاں ہو موت تمہیں پا لے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں بند ہو۔

"موت کا وقت مقرر ہے" اس حقیقت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ۔
(پ ۱۱۔ یونس آیت نمبر ۴۹)

جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں گے اور نہ آگے بڑھیں گے۔

گویا اسلام موت کے متعلق یہ بتاتا ہے کہ ہر کسی کو ضرور مرنا ہے۔ نہ کوئی دولت مند اپنی دولت کے ذریعے موت سے بچ سکتا ہے اور نہ اولاد والے کو اسکی اولاد ——— یا مکان والے کو اسکا ——— مکان موت سے نجات دلا سکتے ہیں اور اس کا وقت بھی مقرر ہے۔ جب وہ وقت آجائے تو کسی وجہ سے ٹل نہیں سکتی اور اگر نہ آئے تو دنیا کی کوئی طاقت کسی کو مار نہیں سکتا۔ کوئی بیمار شخص اگر اچھا ہوجاتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مرنے والا تھا۔ لیکن ڈاکٹر وغیرہ کی تدبیروں سے کچھ مدت کے لئے اسکی موت ٹل گئی۔ بلکہ حقیقت میں اسکی موت آئی ہی نہیں تھی۔ اور اگر کسی کو کوئی قتل کر دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ قتل کرنے والا بڑا بہادر تھا بلکہ حقیقت میں مقتول کی موت کا وقت آچکا تھا اس لئے قاتل کامیاب ہوگیا۔

موت کے بعد :- اسلام یہ بھی بتاتا ہے کہ مرنے کے بعد انسان ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ ایک خاص مدت کے لئے اس کا جسم ختم ہو جاتا ہے اور روح باقی رہتی ہے۔ یہ مدت ختم ہو جانے کے بعد انسان کو پیدا کر کے مارنے والا خدا اپنی قدرت سے دوبارہ زندہ کریگا اور پھر اسکو اس کے اصل مقام جنت یا دوزخ میں بھیج دیا جائے گا جہاں کی زندگی کبھی ختم نہیں ہو گی۔

(۱) قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۔ (پ ۲۱ السجدہ آیت ۱۱)	اے نبی آپ بتا دیجئے کہ تمہیں موت کا فرشتہ وفات دے گا جو تم پر مقرر ہے۔ پھر تم اپنے

پالنے والے (خدا) کے پاس واپس جاؤ گے۔

(۲) قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔	(اے نبی) آپ بتا دیجئے کہ اللہ تمہیں زندہ کرتا ہے پھر وہی تم کو ماریگا پھر تم سبکو (مرنے کے بعد) جمع کرے گا قیامت کے دن۔

جس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

(۳) اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔ (پ ۲۱ الروم آیت ۱۱)	اللہ پہلے بناتا ہے پھر دوبارہ بنائے گا۔ پھر اس کی طرف واپس لوٹو گے۔

قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر مختلف انداز میں اس بات کو

واضح کیا گیا ہے کہ مرنے کے بعد انسان کے ختم ہو جانے کا خیال بالکل غلط ہے ۔حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور خدا کے دربار میں حاضر ہو کر اپنے کاموں کا حساب پیش کرنا ہے ۔ جو لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں یا اس میں شک کرتے ہیں اللہ تعالٰی نے قرآن کریم میں ان کے لئے ایسے دلائل پیش فرمائے ہیں کہ اگر وہ انصاف سے غور کریں تو انھیں اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آسکتی بطور نمونہ قرآن کریم کے پارہ ۱۷ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۵ - ۶ اور ۷ پر غور کیجئے جن کا خلاصہ یہ ہے

" اے لوگو! اگر تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے میں شک ہے تو ذرا اس حقیقت پر غور کرو کہ ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ کس طرح مٹی سے پیدا کیا اور پھر تمہاری پیدائش کا طریقہ کیسا عجیب رکھا کہ پانی کا ایک قطرہ عورت کے رحم میں خون بنتا ہے پھر گوشت کا ٹکڑا بنتا ہے اور ایک خاص مدت کے بعد بچہ بن کر باہر آجاتا ہے، پھر کوئی بچپن میں ، کوئی جوان ہو کر مرجاتا ہے اور کوئی اتنا بوڑھا ہو جاتا ہے کہ اسکو چلنا پھرنا تک مشکل ہوتا ہے پھر یہ بھی سوچو کہ یہ زمین سوکھ کر کیسی مرجھا جاتی ہے ۔ لیکن جب اللہ تعالٰی اس پر پانی برساتا ہے تو یہ تر و تازہ ہو جاتی ہے اسمیں سے کھانے کا سامان اور سبزہ اگنے لگتا ہے اور کھیت ہرے بھرے ہو جاتے ہیں ان حقائق پر غور کرنے کے بعد تمہیں یہ مان لینا چاہیئے

کہ جو خدا پیدا کرتا ہے اور پالتا اور موت دیتا ہے وہی تمہیں دوبارہ بھی زندہ کر سکتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے پس تمہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ	بیشک قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں اور جو قبروں میں ہیں اللہ انھیں دوبارہ زندہ کریگا۔

موت کی یاد

اسلام یہ بھی بتاتا ہے کہ جب مسلمان مرنے اور اس کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر یقین رکھتا ہے تو اسے اس چندروزہ دنیا کی زندگی میں مست ہو کر موت کو بھولنا نہیں بلکہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ موت کے بھول جانے ہی سے انسان برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر موت یاد رہے تو گناہوں سے نجات نصیب ہو سکتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ۔	لذّتوں سے روکنے والی کا ذکر زیادہ کیا کرو۔ یعنی موت کا۔

موت کو یاد کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ موت کی آرزو یا اسکے لئے دعا کی جائے۔

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ وَلَا یَدْعُ بِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَہٗ اِنَّہٗ اِذَا مَاتَ اِنْقَطَعَ عَمَلُہٗ وَاِنَّہٗ لَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُہٗ اِلَّا خَیْرًا۔

تم میں سے کوئی موت آنے سے پہلے نہ اسکی آرزو کرے اور نہ اس کے لئے دعا کرے۔ کیونکہ جب مسلمان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہوجاتا ہے اور بیشک مسلمان کی عمر زائد ہونے سے اسکی نیکیاں زائد ہوتی ہیں۔

یعنی دنیا میں مسلمان کی زندگی کا مقصد تو خدا کی اطاعت کرنا ہے۔ وہ جتنے نیک کام کرتا ہے اتنا ہی اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے مرنے کی دعا نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ مرنے کے بعد عمل کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے۔ ہاں اگر کوئی دنیا کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے تنگ آکر کوئی دعا کرنا ہی چاہتا ہے تو اسے یہ کہنا چاہیئے۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ۔

اے اللہ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے تو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے موت عطا فرما۔

تلقین

جب کسی کے مرنے کا وقت قریب آجائے تو ایسے وقت سے اس کے عزیزوں اور دوستوں کو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ شروع کردینا

چاہیئے اس سلسلے کی ابتداء اس طرح کی جائے کہ مرنے والے کو تلقین کی جائے جس کا طریقہ یہ ہے کہ مرنے والے کے سامنے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا جائے۔

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

لَقِنُوْا مَوْتَاکُمْ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہ اپنے مُردوں کو کلمہ طیبہ سناؤ۔

مردے کے سامنے کلمہ پڑھ کر اس کو سنانا چاہیئے تاکہ وہ پڑھ لے۔ لیکن اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہیں دینا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ موت کی تکلیف اور گھبراہٹ کی وجہ سے کلمہ پڑھنے سے انکار ہی کر دے کیونکہ اگر کوئی مسلمان کلمہ پڑھے بغیر مر جائے تو کوئی حرج نہیں۔ وہ مسلمان ہی مرا۔ لیکن اگر اس نے مرتے وقت کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا تو کافر ہو جائے گا۔ اسی لئے جو مسلمان زائد بیمار ہو اس کے پاس کسی نیک آدمی کو رہنا چاہیئے تاکہ وہ اس پر موت کا اثر دیکھ کر کلمہ پڑھنے کی تلقین کرے اور اس کے پاس سورہ یٰسین شریف یا قرآن کریم کی دوسری آیتیں پڑھتا رہے۔ کیونکہ قرآن کریم کی برکت اور خاص طور پر یٰسین شریف پڑھنے سے مرنے والے کے لئے موت کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ مرنے والے کے پاس خوشبو کر دینا چاہیئے کوئی ناپاک عورت یا مرد وہاں نہ رہے نہ کوئی تصویر یا کتا وہاں ہونا چاہیئے۔ اس وقت جتنے لوگ وہاں موجود ہوں وہ مرنے والے کے لئے اور اپنے لئے دعائے خیر کریں کیونکہ اس وقت جو بھی دعا کی جاتی ہے فرشتے اس

پر آمین کہتے ہیں۔ جب موت کا وقت بالکل قریب معلوم ہو تو مرنے والے کو داہنی کروٹ پر اس طرح لٹایا جائے کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو جائے یا چت لٹائیں تو پیر قبلے کی طرف ہو جائے تو سر ذرا اونچا کر دیا جائے اس طرح منہ قبلہ کی طرف ہو جائے گا جب روح نکل جائے تو آنکھیں بند کر دی جائیں اور ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر کے اوپر باندھ دی جائے تاکہ منہ نہ کھلے۔ پیٹ پر کچھ وزنی چیز رکھ دی جائے کہ پیٹ پھولنے نہ پائے۔ کپڑے سے اچھی طرح ڈھک دیا جائے اور جلد سے جلد غسل اور کفن کا انتظام کیا جائے اس وقت میت کے پاس قرآن کریم کی تلاوت یا کلمہ طیبہ اور درود شریف وغیرہ پڑھنا بہتر ہے۔ دنیا کی غیر ضروری باتیں مناسب نہیں۔ غسل و کفن کی تیاری ہی کے ساتھ اسکی موت کا اعلان کر دیا جائے تاکہ زائد سے زائد مسلمان نماز جنازہ میں شریک ہو کر میت کے لئے دعا کریں کیونکہ مسلمان مردے کا اپنے زندہ بھائیوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کے جنازے میں شریک ہوں اور اس کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ بہتر یہ ہے نماز جنازہ اور دفن سے پہلے ہی اگر مرنیوالے پر کسی کا قرضہ وغیرہ ہو تو اس کو ادا کر دیا جائے۔ اگر اسوقت نہ ہو سکے تو جس قدر ممکن ہو سکے اس کام کو جلد کیا جائے۔ اگر میت نے اپنا قرضہ ادا کرنے کے کافی لائق، دولت نہ چھوڑی ہو تو عزیزوں اور دوستوں کو آپس میں جمع کر کے یہ کام کر دینا چاہیئے اور یا قرضے والوں سے قرض معاف کرانے کی

کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جب تک قرض ادا نہیں ہوتا مردہ قرضے کے بوجھ میں دبا رہتا ہے۔

غسل

مُردے کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ یعنی اگر بغیر غسل کے دفن کر دیا گیا تو سب مسلمان گناہ گار ہوں گے اور اگر چند لوگوں نے غسل دیدیا تو سب لوگوں کی طرف سے فرض ادا ہو گیا۔

نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تختے وغیرہ پر غسل دینا ہو اس کو پہلے صاف کر کے اس کے چاروں طرف کوئی خوشبو سلگا دی جائے پھر میت کو اس پر لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے ڈھک دیں۔ پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر منہ، کہنیوں تک ہاتھ، سر کا مسح اور ٹخنوں تک پیر دھوئے جائیں یعنی وضو کے فرض ادا کرائے جائیں کلی وغیرہ نہیں کرائی جائے گی۔ ہاں بھیگی ہوئی روئی سے دانت وغیرہ اور ناک صاف کر دی جائے گی داڑھی اور سر کے بالوں کو پہلے صابن یا کسی دوسری چیز سے دھوئیں پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر پانی ڈالیں پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر پانی ڈالیں۔ اتنا پانی ڈالا جائے کہ جسم کا ہر حصہ تر ہو جائے۔ پھر میت کی پیٹھ پر سہارا دے کر اٹھائیں اور پیٹ پر ہاتھ پھیریں تاکہ اگر کچھ پیٹ میں ہو تو نکل جائے اور جو کچھ گندگی نکلے اسکو صفائی سے دھو ڈالیں وضو اور غسل دوبارہ

کرانے کی ضرورت نہیں آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی ڈال کر جسم کو نرمی کے ساتھ کپڑے سے پوچھیں۔ غسل کا پانی معمولی گرم ہونا چاہیئے اور بہتر یہ ہے کہ اسمیں کوئی ایسی چیز ڈال کر اسکو خوب پکالیں جس سے بدن زائد صاف ہو۔ نہلانے کی جگہ پر پردہ ڈال دیا جائے اور وہاں غسل دینے والے اور اسکی مدد کرنے والوں کے علاوہ کوئی نہ ہو اور یہ لوگ بھی جسم کے پوشیدہ حصوں پر بلا ضرورت نظر نہ ڈالیں۔ نہلانے والا خود پاک و صاف ہونا چاہیئے۔ اور بہتر یہ ہے کہ میت کا کوئی قریبی رشتہ دار ہو۔ نہلانے والے پر یہ ذمہ داری ہے کہ اگر وہ مردے کی کوئی خوبی یا کمال دیکھے تو اسکو ظاہر کردے۔ مثلاً میت کا چہرہ چمکنے لگا، یا جسم سے خوشبو آنے لگی اس قسم کی بات کو ظاہر کر دینا بہتر ہے۔ لیکن اگر کوئی عیب کی بات دیکھے تو ظاہر نہ کرے جیسے کسی کا منہ سیاہ ہوگیا یا جسم سے بدبو آنے لگی تو ایسی باتوں کو ظاہر نہ کرے اس سے مردے کے عزیزوں کو دکھ ہوگا نہلانے کی جگہ خوشبو وغیرہ سلگانے میں کوئی حرج نہیں۔ مردے کے بالوں میں کنگھا کرنا۔ کسی جگہ کے بال یا ناخن کاٹنا جائز نہیں مرد میت کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت نہلائے۔ کفن دینے سے پہلے دونوں ہاتھ سیدھے کر دیئے جائیں۔ سینے کے اوپر یا ناف کے اوپر رکھنا جائز نہیں۔ اگر کسی مرد کو غسل دینے والا سوائے اسکی بیوی کے کوئی نہ ہو تو بیوی غسل دے سکتی ہے۔ لیکن اگر مردہ عورت کو غسل دینے والا سوائے شوہر کے کوئی نہ ہو تو شوہر غسل نہیں دے سکتا اس صورت میں مردہ

عورت کو تیمم کرا کے بغیر غسل کے ہی دفن کر دیا جائے گا۔ شوہر اپنی مری ہوئی بیوی کو نہ غسل دے سکتا ہے اور نہ چھو سکتا ہے۔ ہاں اس کا منہ دیکھ سکتا ہے اس کے جنازے کو کندھا لگا سکتا ہے اس کو قبر میں اتار سکتا ہے اور عورت اپنے شوہر کو غسل بھی دے سکتی ہے اور چھو بھی سکتی ہے۔

کفن

مردے کو کفن دینا بھی فرض کفایہ ہے۔ مرد کے لئے تین کپڑے سنت ہیں۔ لفافہ۔ ازار اور قمیص۔ عورت کے لئے پانچ کپڑے سنت ہیں۔ لفافہ۔ ازار۔ قمیص۔ اوڑھنی اور سینہ بند۔ لفافہ یعنی چادر مردے کے قد سے اتنی لمبی ہو کہ دونوں طرف باندھی جا سکے۔ ازار قد کے برابر ہو۔ قمیض آگے پیچھے دونوں طرف سے برابر گھٹنوں کے نیچے تک ہو۔ اوڑھنی تین ہاتھ، تین گز اور سینہ بند پستان سے ران تک بہتر یہ ہے کہ کفن کا کپڑا سفید ہو اور اتنا عمدہ ہو کہ اسکی قیمت اتنی ہو جتنی قیمت کے کپڑے مردہ اپنی زندگی میں اہم موقعوں پر پہنا کرتا تھا نبی اکرم علیہ السلام کا کفن بھی سفید تھا۔ اور آپ نے اچھا کفن دینے کا حکم دیا۔

آپ نے ارشاد فرمایا۔

اِذْ كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ	جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی
فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهٗ۔	کو کفن دے تو عمدہ کفن دینا چاہیئے۔

کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد اس کا جسم کسی کپڑے سے خشک کر دیا جائے تاکہ کفن نہ بھیگے۔ کفن پر خوشبو لگائی جائے۔ پہلے لفافہ (بڑی چادر) بچھایا جائے۔ اس پر تہبند اور قمیض (کفنی) کا ایک حصہ بچھایا جائے اس پر میت کو رکھ کر پہلے کفنی پہنائیں اور میت کے جسم پر خوشبو مل دی جائے اور سجدے کے حصوں پر کافور ملا جائے۔ پھر تہبند اور اس کے بعد لفافہ لپیٹ دیں۔ پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے اور لفافہ کو سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دیا جائے۔ عورت کو کفن پہنا کر اس کے بالوں کو سینے پر دونوں طرف ڈالدیا جائے اور اوڑھنی پیٹھ کے نیچے سے لاکر سر کے اوپر سے منہ پر نقاب کی طرح ڈال دی جائے۔ سینہ بند سب کپڑوں کے اوپر پستان کے اوپر سے ران تک لاکر باندھ دیا جائے۔ کفن کو کسی جگہ سے سیا نہیں جائیگا قمیص میں نہ آستین لگائی جائے گی اور نہ چاک وغیرہ بلکہ ایک چادر کی طرح ہوگی۔ جسکو درمیان سے چاڑ دیا جائے گا تاکہ گلے کے اندر آسکے۔ کفن پر خاک شفا (حضور علیہ السلام) کے روضہ مبارک کی مٹی) یا انگلی کے اشارے سے کلمہ طیبہ لکھنے وغیرہ کا طریقہ بعض جگہ رائج ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کی برکت سے ضرور میت کو فائدہ ہوگا۔

جنازہ

غسل و کفن کے بعد جس قدر جلد ہو سکے نمازِ جنازہ اور دفن کا انتظام کیا جائے۔ عزیزوں اور دوستوں کے جمع ہونے کے انتظار میں میت کو دفن کرنے میں دیر کرنا سخت گناہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِسْرَعُوا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَکُ صَالِحَۃً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَیْہِ وَاِنْ تَکُ سِوٰی ذَالِکَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَہٗ عَنْ رِقَابِکُمْ۔	جنازے کو تیز لے جاؤ کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو بھلائی ہے جسکی طرف تم اسے لے جا رہے ہو اور اگر وہ برا ہے تو بری چیز ہے

اسی لئے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر کوئی جمعہ کے دن ایسے وقت مر جائے کہ نمازِ جمعہ سے پہلے اسکو دفن کیا جا سکتا ہے تو نمازِ جمعہ تک اس کو اس خیال سے روکنا جائز نہیں کہ جمعہ کی نماز کے بعد نمازِ جنازہ میں بہت لوگ شریک ہو جائیں گے۔ جنازہ اٹھانا، نمازِ جنازہ میں شریک ہونا اور جنازے کے ساتھ چلنا یہ سب کام عبادت ہیں۔ اگر جنازہ کسی متقی یا عالمِ دین کا ہو تو ان کاموں کا ثواب نفلی نماز سے بھی زیادہ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ تَبِعَ جَنَازَۃً وَحَمَلَهَا ثَلٰثَ مِرَارٍ فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْہِ مِنْ حَقِّهَا۔

جو کوئی جنازے کے پیچھے چلا اور اس کو تین مرتبہ اٹھایا تو میت کا اس پر جو کچھ حق تھا وہ اس نے ادا کر دیا۔

جنازہ اٹھانے کا طریقہ

جنازہ اٹھانے کا طریقہ یہ ہے کہ چار آدمی چاروں طرف سے اپنے کاندھوں پر اٹھائیں اور دوسرے اس طرح کاندھا لگاتے رہیں کہ جنازے کے داہنے سرہانے۔ پھر داہنی پائتی پھر بائیں سرہانے اور بائیں پائتی اور ہر مرتبہ کم از کم دس قدم میت کو لے کر چلے اس طرح کل چالیس قدم ہو جائیں گے۔ جنازے کو بلا ضرورت سواری پر لے جانا یا شریک ہونے والوں کو سواری پر جانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر قبرستان دور ہو کہ لوگ اتنی دور چل نہ سکتے ہوں تو سواری پر جنازہ لے جانا اور اس میں شریک ہونے والوں کا سواری پر جانا جائز ہے۔ جنازہ لے کر نہ زائد تیز چلنا چاہیئے نہ بالکل آہستہ۔ درمیانی چال چلنا چاہیئے۔ عورتوں کا جنازہ میں شریک ہونا بالکل ناجائز ہے۔ جنازے میں شریک ہونے والوں کو نہ تو دنیا کی باتیں کرنا چاہیئے نہ آپس میں کسی بات پر ہنسنا چاہیئے بہتر یہ ہے کہ موت کا خیال کر کے دل میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتے اور شریعت کی پابندی کا ارادہ کرتے چلیں۔ زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون یا کلمہ طیبہ اور درود شریف وغیرہ پڑھتے جائیں اگر جنازے

کے ساتھ بلند آواز سے درود شریف، نعتیں یا صلوٰۃ سلام پڑھتے جائیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ جنازے کے ساتھ فرشتے بھی ہوتے ہیں لہٰذا پوری طرح ادب واحترام کا خیال رکھنا چاہیئے۔ سگریٹ وغیرہ پیتے چلنا بھی ادب کے خلاف ہے۔ جنازہ جب تک نہ رکھا جائے اس وقت تک بیٹھنا مکروہ ہے۔ اور جب رکھ دیا جائے تو کھڑے ہونے سے افضل بیٹھنا ہے۔

نماز

نماز جنازہ ادا کرنا بھی فرض کفایہ ہے۔ اسکی فرضیت کا منکر کافر ہے۔ ہر مسلمان کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی چاہے وہ کیسا ہی گناہ گار ہو۔ لیکن چند لوگوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

۱۔ ایسا مسلمان جس نے کسی صحیح حاکم سے بغاوت کی جبکہ وہ شریعت کے مطابق مقرر کیا گیا ہو اور شریعت کا پابند بھی ہو۔

۲۔ ایسا ڈاکو جو ڈاکہ مارنے کی حالت میں مار دیا گیا ہو۔ یا اس کو مال والے نے اپنے مال اور اپنی جان بچانے کے لئے مارا ہو۔

۳۔ ایسا ظالم جو ناحق مسلمان سے لڑتا ہو، ان پر ظلم کرتا اور ان کا حق مارتا ہو۔

۴۔ ایسا بدنصیب جس نے اپنی ماں یا اپنے باپ کو قتل کر دیا ہو۔

۵۔ وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو لیکن شرعی قانون کے

مطابق وہ مرتد یا غیر مسلم ہو، (جیسے قادیانی)

نماز جنازہ پڑھنے والوں کے لئے ان تمام چیزوں کی پابندی ضروری ہے جنکی پابندی دوسری نمازوں میں کی جاتی ہے۔ صرف اس میں وقت کی شرط نہیں۔ جس وقت بھی جنازہ آجائے نماز پڑھی جائے گی۔ جنازے کی نماز کے لئے کم از کم تین صفیں یا اس سے زائد پانچ، یا سات بنانا چاہئیں۔ کیونکہ حضرت مالک ابن ہبیرہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَامِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ ثَلٰثَةُ صُفُوْفٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا اَوْجَبَ۔	جس مردہ مسلمان کیلئے بھی تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں اللہ اسکو یقیناً جنت عطا فرمائے گا۔

نماز جنازہ میں دو رکن ہیں۔ چار بار اللہ اکبر کہنا اور کھڑے ہوکر نماز ادا کرنا۔ تین چیزیں سنت مؤکدہ ہیں۔ اللہ کی تعریف کرنا (ثناء) درود شریف پڑھنا اور میت کے لئے دعا کرنا۔

نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ

کانوں تک ہاتھ اٹھاکر اللہ اکبر کہتے ہوئے ناف کے نیچے باندھ لئے جائیں اور ثناء (سبحانک اللھم) پڑھی جائے۔ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہیں اور درود شریف پڑھیں۔ پھر اسی طرح اللہ اکبر کہہ کر میت کے لئے دعا کریں پھر چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہکر ہاتھ کھولتے ہوئے سلام

پھیر دیں۔ ہر مسلمان کو نماز جنازہ کا طریقہ اور اس میں پڑھنے کی چیزیں یاد کر لینا چاہئیں۔ کیونکہ مردہ مسلمان کا زندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں لہٰذا مسلمانوں کو نماز جنازہ میں شریک ہو کر یہ حق ضرور ادا کرنا چاہیئے، عام نمازوں میں اگلی صف میں کھڑے ہونے کا ثواب زائد ہے۔ لیکن نماز جنازہ میں پچھلی صف میں کھڑے ہونے کا ثواب زائد ہے۔

دفن

مُردے کا دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے۔ قبر دو قسم کی ہوتی ہے لحد یعنی قبر کھود کر اس میں قبلے کی طرف مردے کے رکھنے کی جگہ کھودیں۔ دوسری صندوق یعنی سیدھی قبر کھود کر اس میں دفن کر دیا جائے۔ لحد سنت ہے لیکن اگر زمین کے نرم ہونے کی وجہ سے نہ بن سکے تو صندوق میں بھی کوئی حرج نہیں۔ قبر کے اندر چٹائی وغیرہ بچھانا یا مردے کو لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھنا جائز نہیں مردے کو زمین پر رکھنا جائز ہے۔ لیکن اگر زمین بہت تر ہو تو چٹائی پر، لکڑیوں یا لکڑی کے صندوق میں رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن ان سب چیزوں کے اوپر مٹی ڈال کر اس پر میت رکھنا چاہیئے صندوق صرف ضرورت پوری کرنے کے لئے ہونا چاہیئے۔ مضبوط اور مہنگی لکڑی کا صندوق جائز نہیں۔ قبر کی لمبائی مردے کے قد کے برابر چوڑائی اور گہرائی قد سے آدھی ہونی چاہیئے۔ لیکن بہتر یہ ہے

کہ گہرائی بھی قد کے برابر ہو۔ مردے کو قبر میں اتارنے کیلئے جتنے آدمی ضروری ہوں وہ پہلے قبر کے اندر اتر جائیں۔ جنازے کو قبر میں قبلہ کی طرف سے اتارا جائے۔ عورت کا جنازہ قبر میں اتارنے کے لئے محارم (وہ رشتے دار جن سے نکاح جائز نہیں) ہوں تو بہتر ہے میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ

(صلی اللہ علیہ وسلم)

مردے کو داہنی کروٹ پر لٹانا چاہیئے اور اس کا منہ قبلہ کی طرف کرنا چاہیئے اور بندھی ہوئی کفنی کو کھول دیا جائے۔ مٹی دینے سے پہلے قبر پر پتھر یا تختے وغیرہ لگا دیئے جائیں۔ مردے پر مٹی نہیں پڑنا چاہیئے۔ مٹی سرہانے کی طرف سے ڈالنا چاہیئے۔ اور دونوں ہاتھوں سے کم از کم تین مرتبہ ڈالی جائے۔ پہلی مرتبہ کہا جائے۔

وَمِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ (اسی مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا)

دوسری مرتبہ:

وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ (اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے)

تیسری مرتبہ:

وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْریٰ (اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے)

مردے کو دفن کرنے سے پہلے اس کا منہ دکھانا (آخری دیدار)

بھی سنت ہے۔ مگر اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مردہ عورت کا منہ صرف عورتیں دیکھیں یا وہ مرد جن سے اس کا نکاح جائز نہ تھا جیسے باپ بھائی اور بیٹا وغیرہ۔ غیر مردوں کے لئے اسکا منہ دیکھنا بالکل جائز نہیں۔ دیکھنے والے اور دکھانے والے سخت گناہ گار ہیں کوئی غیرت والا باپ بھائی، بیٹا، شوہر اس بات کو ہرگز برداشت نہیں کرسکتا کہ اسکی بیٹی، بہن ماں یا بیوی غیر مردوں کے سامنے مری پڑی ہو اور وہ نظریں بھر بھر کر اس کا منہ دیکھ رہے ہوں۔ ہر عورت کے لئے غیر مردوں سے پردہ کرنا ضروری اور فرض ہے اگر کوئی عورت زندگی میں اس فرض کی پابندی نہیں کرتی تو وہ خود گناہ گار ہے۔ لیکن مرنے کے بعد زندوں کو اسکی بے پردگی کرا کے یا اس کا منہ دیکھ کر اس فرض کو نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اور گناہگار نہیں ہونا چاہیئے۔

پانی چھڑکنا

جب جنازے میں شریک مسلمان مٹی ڈال چکیں تو باقی قبر کو اونچا کر کے بنا دیا جائے۔ لیکن صرف وہی مٹی ڈالنا چاہیئے جو قبر سے نکلی تھی اس سے زائد مٹی ڈالنا مکروہ ہے۔ قبر بنانے کے بعد اس پر پانی چھڑکنا بھی سنت ہے جیسا کہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ، نبی کریم علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذ کو دفن کرنے کے بعد انکی قبر پر پانی چھڑکا نبی کریم علیہ السلام کی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے

حضرت بلال ابن رُباح رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے دفن ہو جانے کے بعد آپکی قبر پر بھی پانی چھڑکا۔ اسی طرح قبر پر کسی درخت کا پودا لگا دینا یا پھول وغیرہ ڈالنا بھی سنت ہے۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں۔ جب انکو قبر پر ڈالا جاتا ہے تو انکی تسبیح سے قبر کے مردے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام دو قبروں سے گزرے آپ نے دیکھا کہ ان دونوں قبروں کے مردوں کو عذاب ہو رہا ہے آپ نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ ان مردوں پر اس وقت عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس گناہ اور عیب کی وجہ سے ہو رہا ہے جس کو عام طور پر لوگ معمولی سمجھتے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ ایک پر تو عذاب اس لئے ہو رہا ہے کہ :

لَا یَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ   وہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

اور دوسرے پر اس لئے کہ :

کَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ   وہ چغلی کھاتا تھا۔

پھر حضور علیہ السلام نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کئے اور ان کو دونوں قبروں پر گاڑ دیا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ آپ نے کیوں کیا تو آپ نے فرمایا۔

لَعَلَّہٗ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْہُمَا مَالَمْ یَیْبَسَا   جب تک یہ دونوں خشک نہ ہوں گی اللہ تعالٰی انکی (تسبیح) وجہ سے ان کے عذاب کو کم کر دے گا۔

قبر کو پختہ بنانا جائز ہے ۔ لیکن صرف اوپر چاروں طرف سے اوپر کا بیچ کا حصہ کچا ہی رکھنا چاہیئے ۔ اندر سے قبر کا کوئی حصہ پختہ کرنا جائز نہیں ۔ قبر کے سرہانے نام وغیرہ کے لئے اس نیت سے خاص پتھر لگوانے میں کوئی حرج نہیں کہ عزیز رشتہ دار اور دوست احباب فاتحہ کے وقت قبر کو پہچان سکیں ۔ عام مسلمانوں کی قبروں پر کوئی قبہ یا خاص عمارت بنانا جائز نہیں ، ہاں عالموں ولیوں اور بزرگوں کی قبروں پر قبہ بنانا جائز ہے تاکہ لوگوں کو پتہ چل سکے کہ یہ کسی مذہبی مسلمان قائد کی قبر ہے ۔ اسی طرح بزرگوں کی قبروں کے قریب عمارت بنانا بھی جائز ہے تاکہ جو لوگ فاتحہ پڑھنے کے لئے آئیں انکو آرام مل سکے ۔

قرآن کریم پڑھنا

مردے کے دفن کر دینے کے بعد قبر پر قرآن کریم کی تلاوت کرنا ، مردے کی بخشش کے لئے دعا کرنا بھی سنت ہے ۔ اور قبر کے قریب کھڑے ہو کر اذان دینا مستحب ہے ۔ کیونکہ قرآن کریم کی تلاوت اور دعا سے قبر کی تنگی ختم ہو جاتی ہے اور اذان سے قبر کی گھبراہٹ اور وہ شیطان وبلیات بھی دور ہو جاتے ہیں جو مردے کو پریشان کرنے کے لئے قبر میں پہنچ جاتے ہیں ۔ اور اذان کی آواز سن کر مردے کے لئے ان سوالوں کا جواب دینا بھی آسان ہو جاتا ہے جو منکر نکیر قبر میں آکر دفن ہونے کے فوراً بعد کرتے ہیں ۔ جیسا کہ ان حدیثوں سے

ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ ثُمَّ سَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ۔	نبی کریم علیہ السلام جب مردے کو دفن کرکے فارغ ہو جانے تھے تو فرماتے تھے ——— اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دعا کرو۔ اور اس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے سوال ہونے والے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ان کے جنازے میں نبی کریم علیہ السلام بھی موجود تھے۔ جب انھیں قبر میں رکھ دیا گیا اور قبر بنائی جا چکی تو :

سَبَّحَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَبَّحْنَا طَوِيلًا ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا۔	حضور علیہ السلام نے لمبی تسبیح پڑھی تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ تسبیح پڑھی اور آپ نے تکبیر کہی تو ہم نے بھی تکبیر کہی۔

اس کے بعد کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے تسبیح و تکبیر کیوں پڑھی۔ تو آپ نے فرمایا :

إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوهُ وَأَسْرِعُوا بِهِ إِلَى	جب تم میں سے کوئی مر جائے تو تم اسکو روکومت اور اس کو اس کی

قَبْرِهٖ وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَاتِحَةَ الْبَقَرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ۔

قبر تک جلدی پہنچا دو اور دفن کرنے کے بعد اس کے سرہانے سورۂ بقر کا پہلا رکوع اور پائنتی بقر کا آخری رکوع پڑھو۔

ایصال ثواب

دفن وغیرہ سے فارغ ہو جانے کے بعد مردے کے عزیز رشتے داروں کو چاہیئے کہ وہ اسکو ثواب پہنچانے کے لئے نیک کام کریں کیونکہ قرآن وحدیث سے یہ بات واضح ہے کہ زندہ مسلمان اپنے مردہ بھائی کو ثواب پہنچانے کے لئے جو کچھ کرتے ہیں اس کا ثواب مردے کو پہنچتا ہے جس سے مردے کو قبر میں بھی فائدہ ہوتا ہے اور قیامت کے دن بھی فائدہ ہو گا۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ فَيَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ۔

مردہ قبر میں اس ڈوبے ہوئے کی طرح ہوتا ہے جو اپنی جان بچانے کے لئے مدد چاہتا ہے۔ اسی طرح مردہ عذاب سے بچنے کے لئے اپنے باپ، ماں، بھائی یا دوست وغیرہ کی دعاء کا انتظار کرتا ہے۔

فَاِذَا اُلْحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ

تو جب اسے یہ دعاء پہنچتی ہے

اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا	تو وہ اسکو دنیا اور اس کی تمام
وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ	نعمتوں سے زیادہ پسند آتی ہے
عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ	اور بے شک اللہ تعالیٰ قبر کے مردوں
اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ۔	کے سامنے زمین والوں کی دعائیں

پہاڑوں کی طرح پیش فرماتا ہے (یعنی مردوں کو زندوں کی نیکیوں کا بہت زائد ثواب عطا فرماتا ہے۔

وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ	اور بے شک مُردوں کے لئے زندہ کا
اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ	تحفہ ان کے لئے مغفرت کی دعا

کرنا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَرْفَعُ	بے شک اللہ تعالیٰ جنت میں
الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ	نیک بندے کا مقام بلند فرما دیتا
فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اَنّٰى	ہے تو بندہ پوچھتا ہے اے اللہ
لِيْ هٰذِهٖ۔ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ	مجھے یہ مقام کیسے ملا۔ تو اللہ تعالیٰ
وَلَدِكَ لَكَ۔	فرماتا ہے تیری اولاد کے تیرے لئے

مغفرت کی دعا کرنے کی وجہ سے۔

ان حدیثوں سے واضح ہے کہ مردہ قبر میں انتظار کرتا ہے کہ کب اس کے عزیز رشتے دار اسکو کسی نیکی کا ثواب پہنچائیں۔

جب کوئی بھی اپنے مردے کے لئے قرآنِ کریم پڑھ کر، غریبوں کو کھانا کھلاکر، نماز یا کوئی دوسری عبادت کر کے یا کسی نیک کام میں دولت خرچ کر کے ثواب پہنچاتا ہے تو اس سے مردے کو فائدہ ہوتا ہے، اگر مردہ بدکار، فاسق و فاجر تھا تو اللہ تعالیٰ اس کا عذاب کم کر دیتا ہے اور اگر مردہ پہلے ہی نیک ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مقام کو بلند کر دیتا ہے۔ نیکیوں کا ثواب مردے کے لئے ایک تحفہ ہے۔ جب یہ تحفہ اسکو ملتا ہے تو وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے اور جس طرح ایک انسان کو سب سے زیادہ خوشی اپنی اولاد کے دیئے ہوئے تحفہ سے دنیا میں ہوتی ہے اسی طرح مرنے کے بعد بھی سب سے زیادہ خوشی مردے کو اس ثواب سے ہوتی ہے جو اولاد اسکو بخشے تو جو شخص بھی اپنے مرے ہوئے ماں باپ سے محبت کرتا ہے اسکو خود نیکیاں کر کے ان کا ثواب اپنے ماں باپ کو پہنچانا چاہیئے اور ہر مسلمان کو اپنی آخرت کی فکر کر کے اپنی اولاد کو ایسا بنانا چاہیئے کہ اولاد اسکو مرنے کے بعد یاد کرے اور نیک کام کر کے ان کا ثواب بخشے جو شخص ان اولاد کو قرآن کریم پڑھائے گا، نماز پڑھنے کی عادت پیدا کرے گا اور اس میں نیکیوں کا شوق اور جذبہ بڑھائے گا مرنے کے بعد اسکو اپنی اولاد کے اندر یہ خوبیاں پیدا کرنے کا فائدہ پہنچے گا۔ لیکن جس شخص نے اپنی اولاد کو جنازے کی نماز تک پڑھنا نہ سکھائی

تو مرنے کے بعد اس کے لئے دوسرے مسلمان تو نیکیوں کا تحفہ بھیجیں گے لیکن وہ اپنی اولاد کی طرف سے کوئی تحفہ نہ پاسکے گا۔

سوئم وغیرہ

بہر حال مردوں کے لئے زندوں کا تحفہ نیکیوں کا ثواب اور ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہنا ہے۔ نیکی چاہے جو بھی کی جائے اس کا ثواب مردے کو پہنچتا ہے اور ایک نیکی کا ثواب جتنے بھی مردوں کو پہنچایا جائے اللہ تعالےٰ سب کو برابر ثواب عطا فرماتا ہے اور نیکی کرنے والے کو بھی پورا ثواب ملتا ہے لہٰذا ہر نیکی کے بعد اس کا ثواب اپنے تمام مردہ عزیزوں دوستوں اور بزرگوں کو بخشنا چاہیئے۔ بزرگوں نے خاص طور پر مردوں کی فاتحہ دلانے اور نیکیوں کا ثواب پہنچانے کے لئے چند دن بھی مقرر کئے ہیں۔ جیسے تین دن کے بعد مردے کی فاتحہ دلائی جائے اس کو تیجہ یا سوئم کہتے ہیں پھر دس دن بعد فاتحہ دلائی جائے اس کو دسواں کہتے ہیں پھر بیس دن بعد فاتحہ دلائی جائے اس کو بیسواں کہتے ہیں پھر چالیس دن بعد فاتحہ دلائی جائے اس کو چالیسواں کہتے ہیں۔ یہ دن صرف مردے کو خاص طور پر ثواب پہنچانے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں لہٰذا ان دنوں پر قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب، غریبوں کو کھانا کھلانا یا دوسری نیکیوں کا ثواب

مردوں کو پہنچانا چاہیئے۔ لیکن ان دنوں کی پابندی فرض یا واجب سمجھ کر ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی طرح صرف رسم سمجھ کر یا دکھاوے کے لئے ان دنوں میں کھانے وغیرہ کا انتظام کرنا بھی غلط ہے یہ ہرگز ضروری نہیں کہ کوئی شخص قرض لے کر یا کسی بھی طرح چالیسواں ضرور کرے اگر اس میں اتنی طاقت نہیں تو اسے کچھ بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ صرف قرآن کریم پڑھ کر یا نماز یا کلمہ و درود شریف پڑھ کر اپنے مردے کو ثواب پہنچا دینا چاہیئے۔ لوگوں کے طعنوں سے بچنے یا دکھاوے کے لئے بڑی دھوم سے تیجہ، دسواں، بیسواں اور چالیسواں کرنا بجائے ثواب کے سخت گناہ ہے۔ کیونکہ مردے کے نام سے اپنی عزت کے لئے کوئی بھی کام کرنا دھوکے کی ایک قسم ہے۔

تعزیت

جو لوگ مردے کو ثواب پہنچانے کے لئے کوئی نیکی کریں ان کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ یہ نیک کام مردے کے گھر پہ جا کر کریں یا مردے کے گھر والوں کو بتائیں۔ جیسے ایک شخص کسی کے مرے ہوئے باپ کے لئے قرآن کریم پڑھ کر بخشتا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ قرآن کریم ایسی جگہ پڑھے جہاں اس شخص کا انتقال ہوا تھا یا مردے کی اولاد کو بتائے۔ ہاں مردے کے گھر والوں کو صبر دلانے کیلئے ان سے ہمدردی ظاہر کرنے کے لئے ان کے گھر پہ جانا اور فاتحہ پڑھنا

سنت ہے جس کو تعزیت کہا جاتا ہے ۔ لیکن تعزیت کا وقت صرف تین دن ہے ۔ تین دن گزر جانے کے بعد تعزیت کرنا مکروہ ہے ۔ کیونکہ جب بھی تعزیت کی جائے گی گھر والوں کا غم تازہ ہوگا اس لئے تین دن کے اندر تعزیت کی جائے ۔ پھر بار بار غم کو تازہ کر کے میت کو تکلیف نہ پہنچائی جائے ۔ تعزیت کرنے والوں کو مردے کے گھر والوں سے مل کر رونا نہیں چاہیئے بلکہ اس مصیبت پر انھیں صبر کی تلقین کرنا چاہیئے اور اپنی طرف سے ہر قسم کی مدد کا یقین دلانا چاہیئے اور ہمدردی کا اظہار کرنا چاہیئے تعزیت کرنے والوں کو میت کے گھر پر زیادہ دیر تک بیٹھنا بھی نہیں چاہیئے تاکہ اتنے لوگ جمع نہ ہو جائیں کہ غم زدہ گھر والوں کو خاص طور پر تعزیت کرنے والوں کے بیٹھنے کے لئے کرسیوں وغیرہ کا انتظام کرنا پڑے اور غم کے ساتھ ان پر یہ ایک ذمہ داری اور زائد ہو جائے ۔ تعزیت کرنے والوں کو یہ خیال بھی کرنا چاہیئے کہ مردے کے گھر والے کفن ، دفن اور صدمے کی وجہ سے تھکے ہوئے بھی ہوں گے تعزیت کرنے والوں کی وجہ سے ان کا کام بھی نہیں بڑھنا چاہیئے اور ان کو آرام کرنے کا موقع بھی ملنا چاہیئے ۔ تعزیت کا مطلب مصیبت زائد کرنا نہیں بلکہ مصیبت کو کم کرنا ہے جس تعزیت سے مصیبت زائد ہو اس کا کوئی ثواب نہیں ۔ بہرحال تعزیت صرف تین دن کرنا چاہیئے اور اور اس میں بھی غم زدہ گھر والوں کے آرام کا پورا خیال رکھنا چاہیئے

یہ بھی بہتر ہے کہ پڑوسی یا دور کے رشتے دار تین دن تک میت کے گھر والوں کے لئے کھانے کا انتظام کریں تاکہ ان کے یہ غم کے دن آرام کرنے اور تعزیت کے لئے آنے والوں سے ملاقات کرنے میں گزریں انھیں کھانا وغیرہ پکانے کی تکلیف نہ کرنا پڑے۔

قبرستان جانا

قبر پر جاکر مردوں کے لئے فاتحہ پڑھنا اور دعا کرنا بھی سنت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک موقع پر نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ۔

کہ قبروں کی زیارت کرو کیونکہ قبروں کو دیکھنے سے موت یاد آتی ہے۔

یہ پہلے ہی بتایا جا چکا ہے کہ مسلمان کو موت یاد رکھنا چاہیئے کیونکہ موت کی یاد برائیوں سے بچاتی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِى الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ

میں نے تمھیں پہلے قبروں پر جانے سے منع کیا تھا لیکن اب اجازت ہے قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ

(قبروں پر جانے سے) دنیا میں الآخِرَۃَ ۔
پرہیزگاری اور آخرت کی یاد پیدا ہوتی ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی قبرستان تشریف لے جاتے تھے اور مردوں کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تھے جو ثابت ہے۔ آپ اپنی والدہ کی قبر پر بھی تشریف لے گئے اور اکثر جنت البقیع جاکر مردوں کے لئے دعا کرتے تھے۔ قبرستان میں داخل ہو کر پہلے مردوں کو سلام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ مردے باہر والوں کو دیکھتے اور انکی باتیں سنتے ہیں اگر سلام اس طرح کیا جائے تو بہتر ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ اے قبر والو تم پر سلامتی ہو اللہ
یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ لَنَا ہمارے اور تمہارے گناہ معاف
سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ فرمائے تم ہم سے آگے چلے گئے
اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

قبرستان جانے کے لئے ہفتہ کے چار دن بہتر ہیں پیر، جمعرات جمعہ، سنیچر۔ ان دنوں کے علاوہ شب برات، شب قدر، عید الفطر عید الاضحیٰ۔ عید میلاد النبی اور تمام اہم موقعوں پر قبرستان جانے کا بہت ہی ثواب ہے قبرستان میں چاہے فاتحہ پڑھنے کے لئے جائیں یا مُردے کو دفن کرنے کے لئے لیکن قبروں پر بیٹھنا یا ان پر کھڑا ہونا بالکل جائز نہیں بلکہ جس جگہ قبرستان موجود نہ ہو اور یہ خیال ہو کہ یہاں قبر بھی تو اس جگہ پر بھی پیر نہیں رکھنا چاہیئے۔

مدینہ شریف کا قبرستان جسکو جنت البقیع کہا جاتا ہے ۔
بیشمار صحابہ اور بزرگوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس میں بہت سی قبروں کو ختم کرکے سڑکیں بنا دی گئی ہیں۔ اگر وہاں خدا حاضری کا موقع دے تو ایسی جگہ کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھنی چاہیئے جہاں کسی قبر کا گمان نہ ہو بہتر تو یہ ہے کہ دروازے پر ہی کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھ لی جائے کیونکہ قبر کے قریب جانا اتنا ضروری نہیں جتنا قبروں کا ادب و احترام کرنا ضروری ہے ۔

جنازے اور دفن وغیرہ کے یہ ضروری مسئلے اس غرض سے بیان کئے گئے کہ مرنے کے بعد انسان زندوں کے قبضے میں ہوتا ہے زندوں کو چاہیئے کہ وہ شریعت کے مسئلوں کو سیکھ کر اپنے مُردوں کے ساتھ شریعت کے مطابق برتاؤ کریں تاکہ مرنے والے کو اس کا پورا پورا فائدہ پہنچے اللہ تعالےٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دعائیں اور نماز جنازہ

بیمار کے لئے دعاء

جب مسلمان کسی بیمار کی عیادت کیلئے جائیں تو اس پر سات مرتبہ یہ دعا پڑھ کر پھونکیں۔

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ۔

ترجمہ:۔ میں اللہ عظیم سے سوال کرتا ہوں جو عرشِ کریم کا مالک ہے، یہ کہ تجھے شفا دے۔

مردے کی آنکھیں بند کرتے وقت یہ دعا پڑھیں

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ أَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ۔

ترجمہ:۔ اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملت پر اے اللہ تو اس کے کام کو اس پر آسان فرما۔ اور بعد کی حالت کو

اس کے لئے آسان کر اور اپنی ملاقات سے اسے نیک بخت کر اور اس کی آخرت کو اس کی دنیا سے بہتر کر۔

نمازِ جنازہ

پہلی تکبیر کے بعد پڑھا جائے۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔

دوسری تکبیر کے بعد پڑھا جائے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

تیسری تکبیر کے بعد پڑھا جائے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا۔

ترجمہ:۔ اے اللہ تو بخش دے ہمارے زندے اور مردے اور ہمارے حاضر و غائب کو اور ہمارے چھوٹوں بڑوں کو اور ہمارے مرد و عورت کو۔

اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ۔

ترجمہ :۔ اے اللہ ہم میں تو جسے زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے تو جسے وفات دے اسے ایمان پر وفات دے۔

اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔

ترجمہ :۔ اے اللہ تو اس کو ہماری نجات کے لئے آگے جانے والا اور اس کی جدائی کی مصیبت کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ بنا اور اسکو ہماری شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا ہوا بنا ۔

نابالغ لڑکی کی میت کے لئے دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً ۔

چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ کھول دیئے جائیں پھر السّلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے پہلے سیدھی طرف پھر الٹی طرف سلام پھیر کر نماز ختم کی جائے ۔

فاتحہ

یا ایصال ثواب کا طریقہ!

قرآنِ کریم کی کوئی سورۃ، آیت، کلمہ طیبہ، درود شریف وغیرہ پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ لیکن ایصالِ ثواب یا فاتحہ کا جو طریقہ بزرگوں نے بتایا ہے وہ یہ ہے اس کو یاد کر لینا چاہیئے۔

اعوذ باللہ ۔ بسم اللہ ۔ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۔ قُلْ یاایھا الکٰفرون ۔ قُلْ ھواللہ (تین مرتبہ) قُلْ اعوذ برب النَّاس ۔ الحمد للہ ۔ الٓـمّ سے مفلحُون تک پڑھنے کے بعد یہ آیتیں پڑھی جائیں۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِنْ رِجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ

خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔

• پھر آیت درود (اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ) پڑھ کر درود شریف پڑھا جائے۔ اور پھر اس آیت کو پڑھ کر فاتحہ ختم کی جائے اور دعا کر لی جائے۔

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ط۔

اللہ توفیق دے تو مندرجہ ذیل بزرگوں کی فاتحہ ضرور دلوانا چاہیئے۔

۱۔ خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲۲ ر جمادی الثانی
۲۔ خلیفہ دوم امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۲۸ ر ذی الحجہ
۳۔ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	۱۸ ر ذی الحجہ
۴۔ خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ	۲۱ ر رمضان
۵۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	۱۱ ر ربیع الاول
۶۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	۱۰ ر محرم الحرام
۷۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۱۵ ر رجب
۸۔ امام اعظم نعمان ابن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ	۴ ر رجب
۹۔ غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ	۱۱ ر ربیع الثانی
۱۰۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ	۶ ر رجب

۱۱۔ اعلیحضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۵ر صفر

خاص طور پر غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی فاتحہ ہر مہینہ گیارہ تاریخ کو دلوانا بہت ہی برکت کا ذریعہ ہے۔ اس کو گیارہویں شریف کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مہینے گیارہویں شریف کرنے کی برکت سے رزق میں فراخی اور مصیبتوں سے نجات عطا فرماتا ہے۔ اگر ہو سکے تو ہر مسلمان کو پابندی کے ساتھ ہر مہینہ گیارہویں شریف کرانا چاہیئے۔

چند ضروری مسائل

● مرد عورت دونوں فاتحہ پڑھ سکتے ہیں۔ فاتحہ کے وقت کھانے پینے کی کوئی چیز سامنے رکھنا مستحب ہے۔ اگر کوئی چیز نہ ہو تو بھی ان آیتوں کا ثواب مردوں کو پہنچے گا۔

● فاتحہ کا کھانا غریبوں میں تقسیم کرنا چاہیئے۔ اور خود بھی کھا لینے میں کوئی حرج نہیں۔ عزیزوں وغیرہ کے علاوہ اپنے بزرگوں کی بھی فاتحہ کرتے رہنا چاہیئے کیونکہ اس سے برکت بھی ہوتی ہے اور بہت سی تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں۔

● اگر مردہ کلمہ پڑھ لے تو تلقین ختم کر دینا چاہیئے۔ لیکن اگر وہ کلمہ پڑھنے کے بعد کوئی بات کر لے تو اسکو دوبارہ تلقین کرنا چاہیئے۔

● اگر مرتے وقت کسی کی زبان سے کلمہ کفر نکلے تو اسکو کافر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ موت کی سختی کی وجہ سے ایسا ممکن ہے (اللہ محفوظ رکھے)

● اگر مرد یا عورت کسی کا بھی ناپاکی کی حالت میں انتقال ہو جائے۔ تو دو مرتبہ غسل نہیں دیا جائے گا۔ ایک ہی غسل کافی ہے۔

● - اگر کوئی ایسی جگہ مر جائے جہاں غسل کے لئے تلاش کے باوجود پانی نہ ملے تو مردے کو تیمم کرا کے نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائے گا لیکن اگر دفن کرنے سے پہلے پانی مل جائے تو غسل دیا جائے گا۔ اور دوبارہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور پھر دفن کیا جائے گا۔

● - مردے کے دونوں ہاتھ سیدھے کر دینا چاہئیں۔ سینے پر یا ناف پر رکھنا جائز نہیں ہے۔

● - چھوٹے بچے کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا دونوں میں سے کوئی ایک تو اسکی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

● - اگر کسی مردے کو غسل دیئے بغیر نماز جنازہ پڑھ لی تو نماز نہیں ہوگی۔ اسی طرح اسکو قبر میں رکھ دیا لیکن ابھی مٹی نہیں ڈالی گئی تو قبر سے نکال کر غسل دیا جائے گا اور نماز جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کیا جائے گا۔ اور اگر قبر میں رکھنے کے بعد مٹی ڈال دی گئی تو دفن کرنے کے بعد دوبارہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

● - مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھی جا سکتی چاہے مردہ اور نمازی سب مسجد میں ہوں یا مردہ مسجد سے باہر اور نمازی مسجد میں ہوں کسی صورت میں جائز نہیں۔

● - جو بچہ زندہ پیدا ہوا اسکو غسل بھی دیا جائے گا۔ اور اسکی نماز بھی پڑھی جائے گی لیکن اگر بچہ مردہ پیدا ہو تو اسکو غسل دے کر کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا اسکی نماز جنازہ نہیں ہوگی۔

● - اگر کوئی مسلمان پانی کے جہاز میں مر جائے اور سمندر کا کنارہ قریب نہ ہو تو اسکو غسل و کفن دے کر اور نماز جنازہ پڑھ کر سمندر میں ہی ڈبو دیا جائے۔

● - مردے کو ایسے قبرستان میں دفن کرنا چاہیئے جہاں نیک لوگوں کی قبریں ہوں - بغیر ضرورت بدکرداروں اور بدمذہبیوں کے ساتھ دفن نہیں کرنا چاہیئے - اسی طرح مسلمانوں کا خاص قبرستان ہوتے ہوئے غیرمسلموں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں -

● - زندگی میں اپنے لئے قبر کی جگہ مقرر کر لینا جائز ہے - لیکن قبر کھدوانا اور بنوانا بہتر نہیں - اسی طرح کفن کا کپڑا خرید کر رکھ لینا بھی جائز نہیں

● - اگر کوئی شخص کنوئیں میں مرگیا یا اس کے اوپر کوئی مکان گرا اور اس میں مرگیا اور اب مردے کو نکالنا ممکن نہیں تو اسی جگہ اسکی نماز جنازہ پڑھی جائیگی -

● - اگر کوئی دریا یا سمندر میں ڈوب کر مرگیا اور لاش کا پتہ نہیں چلا تو اسکی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی -

انتساب

اس کتاب کو اپنے مرحوم ومغفور
والد محترم حضرت علامہ مولانا
مفتی سید مسعود علی شاہ صاحب
قادری رحمۃ اللہ کی طرف منسوب
کرتا ہوں کہ جنکی شفقت اور بہترین
تربیت سے مجھے خدمت دین کرنے کا
شرف حاصل ہوا۔

قارئین سے درخواست ہے
کہ وہ کتاب سے استفادہ کرتے وقت
میرے والد رحمۃ اللہ علیہ کے
لئے ضرور دعا کریں!

فقیر سید سعادت علی قادری